

سیاسی عدم استحکام کے خاتمہ میں میڈیا اور سول سوسائٹی کے کردار کی ضرورت و اہمیت: ایک تحقیقی و تجرباتی مطالعہ
The significance and necessity of Media and Civil society in addressing political instability: An Analytical and Research-Oriented study

Mehboob Ur Rehman

M.Phill Scholar,

Dept of Quran and Sunnah, Faculty of Islamic Studies University of Karachi,
Karachi.

mehbooburrahman42@gmail.com

Abstract

Political instability has long plagued Pakistan and much of the Muslim world, where institutional fragility, democratic stagnation, and public disillusionment have undermined progress. Corruption, political polarization, and a lack of civic responsibility have further eroded public trust. This research explores the hypothesis that a principled and proactive role by media and civil society—rooted in transparency, ethics, and public engagement—can significantly contribute to democratic stability. The study adopts an analytical-comparative methodology, drawing on Quranic injunctions, Prophetic traditions, and insights from Islamic scholars such as Yusuf al-Qaradawi, Imam al-Ghazali, and Ibn Khaldun, alongside global case studies from Tunisia, Turkey, and Sweden. It integrates original Arabic, Urdu, and English sources, supplemented with translation and critical analysis, to construct a multi-dimensional perspective. Unlike conventional studies that analyze media and civil society separately, this research presents a comprehensive framework showing their interconnected potential in stabilizing democratic processes in Muslim societies. It not only diagnoses the causes of instability but also offers actionable policy recommendations, including the implementation of a media code of ethics, institutional capacity-building for civil society, and strategies for state transparency and accountability. The paper positions itself as a unique contribution to contemporary Islamic political thought by combining classical sources with modern governance models, ultimately advocating for a value-based, participatory, and just political order.

Keywords:

Political instability, media, civil society, Islamic thought, accountability, governance, democratic reform, comparative politics.

تمہید و تعارف

سیاسی عدم استحکام کی تعریف و مفہوم:

سیاسی عدم استحکام (Political Instability) سے مراد وہ صورتحال ہے جس میں ریاستی ادارے کمزور، قیادت غیر سنجیدہ، اور عوام کا اعتماد متزلزل ہو۔ جدید سیاسیات میں یہ اصطلاح حکومتوں کے گرنے، ادارہ جاتی ٹکراؤ، اور پالیسیوں کے عدم تسلسل کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

Larry Diamond: لکھتے ہیں:

Political instability refers to the tendency of a government collapse either because of conflicts of rampant competition between political faction. ⁽¹⁾

ترجمہ: سیاسی عدم استحکام سے مراد ایسا رجحان ہے جس میں حکومت ٹوٹنے کے قریب ہو جائے، خواہ وہ داخلی اختلافات ہوں یا سیاسی گروہوں میں شدید ٹکراؤ کی صورت میں۔

تجزیہ: پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں یہی تعریف پوری طرح لاگو ہوتی ہے جہاں جمہوریت تسلسل سے محروم، ادارے آپس میں متضاد، اور سیاسی عمل عدم اعتماد کا شکار رہا ہے۔

پاکستان اور مسلم دنیا میں موجودہ صورت حال:

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں جمہوریت کا تسلسل، آئین کی بالادستی، اور عوامی رائے کی شفاف نمائندگی ایک مستقل چیلنج رہی ہے۔ مارشل لاء، عدالتی مداخلت، اور جماعتی انارکی نے سیاسی نظام کو بار بار غیر مستحکم کیا۔

ڈاکٹر حسن عسکری رضوی لکھتے ہیں:

پاکستان میں سیاسی نظام کو سب سے بڑا خطرہ اندرونی بد اعتمادی اور ادارہ جاتی عدم توازن سے ہے۔ ⁽²⁾

تجزیہ: یہی صورتحال مصر، شام، عراق، لیبیا اور سوڈان جیسے مسلم ممالک میں دیکھی جاسکتی ہے، جہاں عوامی بیداری تو ہے لیکن ادارہ جاتی توازن ناپید ہے۔

اسلامی تناظر سے سیاسی استحکام:

اسلامی نظریہ سیاست کا مرکزی ستون عدل، مشاورت، اور امانت ہے۔ قرآن مجید واضح کرتا ہے کہ قیادت ایک امانت ہے اور اس میں عدل بنیادی شرط ہے۔

قرآن مجید: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا، وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ ⁽³⁾

ترجمہ: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو دو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔

1 —Larry Diamond, Developing Democracy: Toward Consolidation, New Haven: Yale University Press, p. 13.

2 — حسن عسکری رضوی، پاکستان کی سیاسی حرکیات، ص 27۔

3 — (سورة النساء، آیت: 58)

تجزیہ: اسلامی ریاست کی پائیداری عدل اور امانت پر منحصر ہے۔ جہاں فیصلے ذات، پارٹی یا مفاد کی بنیاد پر ہوں، وہاں استحکام محض سراب بن جاتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کا تصور قیادت:

اقبالؒ قیادت کو قومی شعور کی آئینہ دار سمجھتے تھے۔ ان کے مطابق قوم کی حالت کا دار و مدار اس کی قیادت کے اخلاق، بصیرت اور اخلاص پر ہوتا ہے۔

اقبالؒ فرماتے ہیں:

جمہور کے اس راز کو سمجھے نہیں اب تک

ہو ہو کے رہے بادہ کش پیر مغاں اور (4)

تجزیہ: اقبالؒ رہنماؤں کے مادی وابستگیوں پر تنقید کرتے ہوئے عوام کو اصل قیادت کے انتخاب پر ابھارتے ہیں۔ سیاسی استحکام تبھی ممکن ہے جب قیادت میں تقویٰ، فہم، اور قومی ترجیحات شامل ہوں۔

تحقیق کی غرض و غایت: یہ مقالہ مندرجہ ذیل اہم سوالات کا جواب فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے:

1. سیاسی عدم استحکام کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟
2. میڈیا اور سول سوسائٹی اس مسئلے کے حل میں کس طرح موثر کردار ادا کر سکتے ہیں؟
3. اسلامی تعلیمات اور بین الاقوامی تجربات کس طرح ہماری رہنمائی کرتے ہیں؟
4. پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں ان اداروں کو کیسے فعال بنایا جاسکتا ہے؟

تحقیقی اہمیت:

موضوع کی اہمیت اس لیے بھی دوچند ہو جاتی ہے کہ پاکستان میں سیاسی استحکام سے نہ صرف جمہوریت کو فروغ ملے گا بلکہ ریاستی اداروں کا توازن، عوامی فلاح، اور معاشی ترقی ممکن ہو سکے گی۔ میڈیا اور سول سوسائٹی جیسے عوامی ادارے اگر اخلاقی، تحقیقی، اور عملی کردار ادا کریں تو بحر ان ٹالا جاسکتا ہے۔

تحقیقی طریقہ کار: (Methodology)

مطالعہ کتب: قرآن و سنت، کلاسیکی اور معاصر سیاسیات و سوشیالوجی

اقتباسات اور حوالہ جات: اردو، عربی، انگریزی ماخذ

تجزیاتی مطالعہ: پاکستان، مسلم دنیا اور مغرب کے تجربات کا موازنہ

تحقیقی اسلوب:

تنقیدی و تقابلی

خلاصہ: سیاسی عدم استحکام صرف حکومتوں کا گرنا نہیں بلکہ قوموں کے زوال کی علامت ہے۔ اسلام نے اس مسئلے کا اخلاقی و اجتماعی حل فراہم کیا ہے۔ آج کے دور میں میڈیا اور سول سوسائٹی وہ دو طاقتیں ہیں جو عوامی شعور، قیادت کی شفافیت، اور ادارہ جاتی توازن میں مرکزی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ وہ تحقیقی، اخلاقی اور دینی بنیادوں پر استوار ہوں۔

سیاسی عدم استحکام کے اسباب

ادارہ جاتی کمزوریاں: (Institutional Fragility)

سیاسی استحکام کے لیے ریاستی اداروں کا باہمی توازن، اعتماد، اور فعالیت ناگزیر ہے۔ لیکن پاکستان میں اکثر ادارے یا تو باہم ٹکراتے ہیں یا ذاتی مفادات کی نذر ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر طہ جابر العلوانی لکھتے ہیں:

إذا ضَعُفَتِ الْمُؤَسَّسَاتُ فِي دَوْلَةٍ مَا، اِخْتَلَّ مِيزَانُ السُّلْطَةِ، وَتَعَطَّلَ النِّظَامُ، وَأَصَابَ الْأُمَّةَ ضَعْفٌ فِي إِدَارَتِهَا. (5)

ترجمہ: جب کسی ملک میں ادارے کمزور ہو جائیں، تو طاقت کا توازن بگڑ جاتا ہے، نظام معطل ہو جاتا ہے، اور امت کی انتظامی قوت مفلوج ہو جاتی ہے۔

تجزیہ: پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ اختیارات کا عدم توازن اور اداروں کی حدود کی پامالی نے نہ صرف جمہوری تسلسل کو توڑا، بلکہ عوام کے اعتماد کو بھی شدید نقصان پہنچایا۔

جمہوری روایات کا فقدان: جمہوریت صرف انتخابات کا نام نہیں، بلکہ ایک ہمہ جہت کلچر ہے جس میں مکالمہ، رواداری، مشاورت، اور عوامی شمولیت بنیادی اصول ہوتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں یہ اقدار سرے سے موجود ہی نہیں رہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

جمہوریت اسلام میں شورائی نظام کا دوسرا نام ہے، جس میں رائے دہی، عدل، اور مشورہ بنیادی اصول ہیں۔ (6)

تجزیہ: جب قیادت، فیصلے، اور پارلیمانی عمل سب محض نمائشی بن جائیں، تو جمہوریت صرف خول رہ جاتی ہے۔ اور عوامی شراکت داری ختم ہو جاتی ہے، جو استحکام کی ضد ہے۔

سیاسی جماعتوں کی غیر سنجیدگی:

1 — طہ جابر العلوانی، مدخل إلى التربية الإسلامية، ص 114۔

2 — ابوالاعلیٰ مودودی، اسلام کا نظام زندگی، ص 112۔

پاکستانی سیاسی جماعتوں میں موروثیت، شخصی وابستگی، نظریاتی انحطاط اور پالیسی سازی سے غفلت عام ہے۔ سیاسی عمل اکثر مفادات، جوڑ توڑ، اور عوامی جذبات سے کھیلنے پر مبنی ہوتا ہے۔

شیخ یوسف القرضاویؒ لکھتے ہیں:

إِنَّ الْعَمَلَ السِّيَاسِيَّ فِي الْأُمَّةِ الْإِسْلَامِيَّةِ إِذَا افْتَقَرَ إِلَى الْقِيَمِ، أَصْبَحَ مَهْنَةً لِلْمَصْلِحِيِّينَ لَا رَسُولًا لِلْمَصْلِحِينَ. (7)
ترجمہ: جب امت میں سیاسی عمل اقدار سے خالی ہو جائے، تو وہ مصلحین کا پیغام نہیں رہتا بلکہ مفاد پرستوں کا پیشہ بن جاتا ہے۔
تجزیہ: سیاسی جماعتیں جب نظریاتی و اخلاقی تربیت پر توجہ نہیں دیتیں، تو قیادت محض نعرہ بازی یا طاقت کے خواہاں افراد کے ہاتھ میں آجاتی ہے، جو استحکام کو تباہ کر دیتے ہیں۔

بدعنوانی اور مفاد پرستی:

سیاسی عدم استحکام کا ایک بنیادی سبب بدعنوانی (Corruption) ہے، جو ریاستی اداروں کی ساکھ، عوامی فلاح، اور اعتماد کو زائل کر دیتی ہے۔

ابن خلدونؒ فرماتے ہیں: الظلم مؤذن بخراب العمران. (8)

ترجمہ: ظلم (یعنی بے انصافی، بدعنوانی) تمدن کی تباہی کی علامت ہے۔

اقبالؒ کہتے ہیں:

گزارا وقت کو تہذیب کے اندھوں نے، مگر

نہ دیکھا ظلم کو اک قوم کی بربادی کے طور پر (9)

تجزیہ: کرپشن صرف مالی بدعنوانی نہیں، بلکہ اخلاقی، علمی، اور ادارہ جاتی بدعنوانی بھی عدم استحکام کا سرچشمہ ہے۔

مذہبی و لسانی تقسیم: پاکستان جیسے معاشروں میں مذہبی فرقہ واریت، لسانی تعصب، اور نسلی تقسیم سیاسی نظام کو کمزور کر دیتی ہے۔

سیاستدان ان جذبات کو استعمال کرتے ہیں جس سے قومی وحدت مجروح ہوتی ہے۔

قرآن مجید: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (10)

ترجمہ: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

3 — یوسف القرضاوی، الصحوة الإسلامية بين الجحود والتطرف، ص 198۔

1 — ابن خلدون، المقدمة، ص 229۔

2 — کلیات اقبال (اردو)، ص 210۔

3 — (سورۃ آل عمران، آیت: 103)

تجزیہ: اسلامی نظام سیاست میں اتحاد بنیادی اصول ہے۔ جب سیاست میں فرقہ پرستی اور لسانی تقسیم کو فروغ دیا جائے، تو وہ قوم کی جڑیں کھوکھلی کر دیتی ہے۔

عوامی بے شعوری: عوامی بے شعوری بھی ایک اہم سبب ہے۔ جب ووٹر اپنی رائے ذاتی تعلق، برادری، یا جذبات پر دیتا ہے اور پالیسی، دیانت، صلاحیت کو نظر انداز کرتا ہے، تو نتیجہ بے سمت قیادت کی صورت میں نکلتا ہے۔
اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

جس قوم کے افراد خود غرض اور علم سے خالی ہوں، ان پر دیانتدار حکومت کا قائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (11)

تجزیہ: عوام اگر بیدار، باشعور، اور اصولی رائے دہی پر یقین نہ رکھیں تو جمہوریت ظاہری رسم رہ جاتی ہے، اور سیاسی بحران ہمیشہ کی طرح لوٹ آتا ہے۔

نتیجہ: پاکستان میں سیاسی عدم استحکام کا مسئلہ ایک ہمہ گیر، تہہ دار اور تاریخی مسئلہ ہے، جس کے اسباب: ادارہ جاتی کمزوریاں، جمہوری اقدار کی کمی، قیادت کا زوال، کرپشن، اور عوامی جہالت مل کر پیدا کرتے ہیں۔ اس کا حل ایک ہمہ جہتی، فکری، اخلاقی اور ادارہ جاتی بیداری سے ممکن ہے۔ جس کی تفصیل ہم اگلے ابواب میں بیان کریں گے، ان شاء اللہ۔

میڈیا کا کردار

میڈیا (صحافت، نشریات، سوشل میڈیا) جدید ریاست کا چوتھا ستون سمجھا جاتا ہے۔ یہ نہ صرف معلومات کا ذریعہ ہے بلکہ رائے عامہ کی تشکیل، احتساب، اور حکومتوں کی شفافیت کا ضامن بھی بن سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ اپنی اخلاقی اور سماجی ذمہ داریاں نہ نبھائے، تو فتنہ، سنسنی، اور فساد کا سبب بھی بن سکتا ہے۔

رائے عامہ کی تشکیل: (Public Opinion)

میڈیا کی اولین ذمہ داری عوام میں بیداری، فکری رہنمائی، اور سیاسی تعلیم فراہم کرنا ہے۔

یوسف القرضاوی لکھتے ہیں: الإعلام من أعظم الوسائل لتكوين الوعي، وتهذيب الذوق، وتشكيل الرأي العام، وهو أقوى من المنبر في العصر الحديث. (12)

ترجمہ: میڈیا شعور کی تشکیل، ذوق کی تہذیب، اور رائے عامہ کی ترتیب کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، بلکہ موجودہ دور میں یہ منبر سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

4 — اشرف علی تھانوی، اصلاحی خطبات، ص 91۔

1 — یوسف القرضاوی، فقه الدعوة، ص 157۔

تجزیہ: میڈیا کے ذریعے لوگوں کے سیاسی و اخلاقی رجحانات بنائے یا بگاڑے جاسکتے ہیں۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں میڈیا اکثر سنسنی یا اشتعال انگیزی میں مصروف ہوتا ہے۔

کرپشن کی نشاندہی اور شفافیت کا فروغ:

میڈیا ریاست کے اداروں میں کرپشن کی نشاندہی، بے ضابطگیوں کے انکشاف، اور شفافیت کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

United Nations Development Programme (UNDP) کی رپورٹ میں کہا گیا: Free and independent media is a powerful tool to promote transparency and combat corruption.⁽¹³⁾

ترجمہ: آزاد اور خود مختار میڈیا شفافیت کو فروغ دینے اور بد عنوانی کے خلاف ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

تجزیہ: پاکستان میں میڈیا نے متعدد بد عنوانیوں کو بے نقاب کیا، جیسے پناہ لیکس، سیاسی رشوت، اور سرکاری فنڈز کا غلط استعمال۔ تاہم، اکثر میڈیا خود بھی مالکان، اشتہارات، یا ذاتی مفادات کی گرفت میں آجاتا ہے۔

احتساب کا دباؤ: (Accountability Pressure)

میڈیا ریاستی و سیاسی اداروں پر عوامی دباؤ بڑھا کر ان کے احتساب میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ دباؤ قانون سازی، حکومتی پالیسیوں، اور کرپشن کے خلاف رد عمل کو جنم دیتا ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا: ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ، وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾⁽¹⁴⁾

ترجمہ: گو اہی نہ چھپاؤ، اور جو اسے چھپائے وہ گناہ گار دل والا ہے۔

تجزیہ: اسلامی اصولوں کے مطابق سچائی کو آشکار کرنا اور باطل کو بے نقاب کرنا فرض ہے۔ میڈیا اس فریضے کی جدید شکل ہے، بشرطیکہ وہ خود دیانت دار ہو۔

فیک نیوز اور سنسنی خیز کے منفی اثرات:

اگر میڈیا سنسنی، جھوٹ، یا افواہ پر مبنی ہو تو معاشرہ انتشار، خوف، اور نفرت کا شکار ہو جاتا ہے۔

ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں: نَشْرُ الْكُذْبِ مِنَ الْكِبَائِرِ، لِأَنَّهُ يُفْسِدُ الْعُقُولَ وَالْأَخْلَاقَ وَالْمَجْتَمَعَ.⁽¹⁵⁾

ترجمہ: جھوٹ کو پھیلانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، کیونکہ یہ عقل، اخلاق اور پورے معاشرے کو بگاڑ دیتا ہے۔

علامہ اقبالؒ تمبیہ کرتے ہیں:

2 —UNDP, Fighting Corruption with Information, p. 4.

3 — (سورة البقرة: 283)

1. — ابن حزم، الأخلاق والسير، ص 91.

نظارہ و افسانہ و گفتار کا غوغا

حق بات کو، جھوٹ کے اسلوب میں کہنا

تجزیہ: فیک نیوز صرف غلط بیانی نہیں بلکہ اجتماعی فساد ہے۔ جب میڈیا جان بوجھ کر افواہ، الزام تراشی یا کردار کشی کرے تو معاشرہ عدم استحکام کا شکار ہو جاتا ہے۔

میڈیا کی اصلاح اور ذمہ داری:

میڈیا کو اگر ریاستی کنٹرول یا سرمایہ دار طبقے سے آزاد کر کے قومی، اخلاقی، اور تحقیقی بنیادوں پر استوار کیا جائے تو یہ ایک انقلابی کردار ادا کر سکتا ہے۔

شیخ عبدالقادر عیسیٰ لکھتے ہیں:

المدرسة والإعلام والمجتمع، ثلاثية التغيير، فلا إصلاح من دون إعلام صادق. (16)

ترجمہ: مدرسہ، میڈیا، اور معاشرہ — یہ تین تبدیلی کے ستون ہیں، اور سچے میڈیا کے بغیر اصلاح ممکن نہیں۔

تجزیہ: میڈیا کو باقاعدہ ضابطہ اخلاق، تربیت، اور تحقیقی ذمہ داری دی جائے تو وہ جمہوریت، شفافیت، اور عدل کا محافظ بن سکتا ہے، اور سیاسی استحکام کی بنیاد بن سکتا ہے۔

نتیجہ: میڈیا صرف معلومات کی فراہمی کا ذریعہ نہیں بلکہ جدید ریاست کا مرکزی سیاسی آلہ ہے۔ اگر میڈیا سچائی، شفافیت، اور اصولوں پر مبنی ہو، تو یہ کرپشن کو بے نقاب، قیادت کو جواب دہ، اور عوام کو باخبر رکھتا ہے۔ لیکن اگر یہی ادارہ سنسنی، مفاد یا جھوٹ کا شکار ہو جائے تو ریاستی عدم استحکام میں تیزی آ جاتی ہے۔

سول سوسائٹی کا کردار

سول سوسائٹی (Civil Society) سے مراد وہ سماجی ادارے اور تحریکیں ہیں جو حکومت سے آزاد ہو کر معاشرتی بہتری، عوامی نمائندگی، انسانی حقوق، اور فلاح عامہ کے لیے کام کرتی ہیں، جیسے کہ: تعلیمی ادارے، وکلاء، طلبہ، صحافی، انجمنیں، NGOs، مذہبی تنظیمیں، اور مقامی کمیٹیاں۔

انسانی حقوق کی پاسداری:

سول سوسائٹی کا بنیادی فریضہ عوام کے بنیادی حقوق کی حفاظت ہے، چاہے وہ اظہار رائے ہو، مذہبی آزادی، تعلیم، صحت، یا انصاف تک رسائی۔

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق:

Civil society plays a critical role in monitoring the government's compliance with human rights obligations and in empowering citizens to demand their rights⁽¹⁷⁾.

ترجمہ: سول سوسائٹی حکومت کے انسانی حقوق سے متعلق وعدوں کی نگرانی اور شہریوں کو اپنے حقوق کے مطالبے کی طاقت دینے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

تجزیہ: پاکستان جیسے معاشروں میں، جہاں اکثر ادارے کمزور یا جانبدار ہوتے ہیں، سول سوسائٹی مظلوم طبقوں کی آواز بن کر ابھرتی ہے۔

جمہوریت کا استحکام:

مضبوط سول سوسائٹی جمہوریت کو پائیدار بناتی ہے۔ یہ رائے عامہ کو نکھارتی ہے، قیادت کو جواب دہ رکھتی ہے، اور سیاسی عمل کو شفاف بناتی ہے۔

یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

لا يمكن للديمقراطية أن تستقر إلا إذا كانت مدعومة بشعبٍ حيٍّ واعٍ، وهذا دور المجتمع المدني.⁽¹⁸⁾
ترجمہ: جمہوریت اس وقت تک مستحکم نہیں ہو سکتی جب تک ایک زندہ اور باشعور قوم اس کی پشت پر نہ ہو، اور یہ کام سول سوسائٹی انجام دیتی ہے۔

تجزیہ: سول سوسائٹی ایک "دماغ" کی طرح ہے جو سیاسی نظام کو سوچنے، پرکھنے اور ترقی دینے کی طاقت دیتا ہے۔ سماجی شعور اور سیاسی تعلیم: سول سوسائٹی تعلیم، مکالمہ، اور عوامی شرکت کے ذریعے سیاسی شعور کو فروغ دیتی ہے، جو کہ جمہوریت کا زینہ ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں: سیاسی بیداری اور اخلاقی تعلیم کے بغیر کسی قوم میں اچھی حکومت کا قیام ناممکن ہے۔⁽¹⁹⁾
تجزیہ: جہاں تو میں صرف ووٹ ڈالتی ہوں لیکن فیصلوں کی حکمت نہ جانتی ہوں، وہاں انتخاب بھی بربادی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

احتجاج، دھرنے اور مکالمے کا کردار:

سول سوسائٹی اپنی طاقت کا اظہار پُر امن ذرائع سے کرتی ہے: دھرنے، مظاہرے، عدالتی درخواستیں، مکالمے، اور ریفرنڈم۔ یہ سب آئینی ذرائع ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

1 —United Nations, Report on Civil Society and Human Rights, p. 12.

2 — یوسف القرضاوی، فقہ الدولة في الإسلام، ص 144۔

3 — سید ابوالاعلیٰ مودودی، تربیت اسلامیہ، ص 88۔

إِنَّ تَغْيِيرَ الْمُنْكَرِ لَا يَكُونُ بِالسَّيْفِ دَائِمًا، بَلْ بِالْكَلِمَةِ، وَالنَّصِيحَةِ، وَالْحِكْمَةِ، وَهَذَا مِنْ فُرُوضِ الْكِفَايَةِ. (20)
ترجمہ: منکر کو ہٹانا ہمیشہ تلوار سے نہیں ہوتا، بلکہ کلمہ، نصیحت اور حکمت سے بھی ہوتا ہے، اور یہ فرض کفایہ ہے۔
تجزیہ: سول سوسائٹی کا فرض ہے کہ وہ پر امن ذرائع سے اصلاح کا عمل جاری رکھے، تاکہ نظام دباؤ کے بغیر اپنی اصلاح خود کرے۔

اسلامی تناظر میں معاشرتی نگرانی:

اسلامی تعلیمات میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر، شوریٰ، مشورہ، اور مظلوم کی حمایت بنیادی اصول ہیں۔ یہ سب سول سوسائٹی کے دینی نمونے ہیں۔

قرآن مجید: ﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ، وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (21)

ترجمہ: تم میں ایک جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

تجزیہ: سول سوسائٹی اسی قرآنی ہدایت کی عملی شکل ہے، بشرطیکہ اس کی بنیاد خلوص، علم، اور عدل پر ہو۔

نتیجہ: سول سوسائٹی کسی بھی ریاست کا اخلاقی، سماجی اور فکری محافظ ہے۔ اگر یہ ادارے مخلص، فعال، منظم، اور باخبر ہوں تو: ریاست شفاف ہو جاتی ہے، قیادت جواب دہ بن جاتی ہے اور عوام حکمران نہیں بلکہ شراکت دار بن جاتے ہیں۔ اسلامی اصول، معاصر دنیا کا تجربہ، اور پاکستان کی ضرورت — تینوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ سیاسی استحکام کے لیے سول سوسائٹی کا فعال ہونا ناگزیر ہے۔

بین الاقوامی مثالیں

بین الاقوامی سطح پر میڈیا اور سول سوسائٹی کا کردار — عملی تجربات کی روشنی میں

تیونس کا تجربہ: (Tunisia): 2010 میں تیونس میں محمد بوعزیزی کی خود سوزی کے بعد ایک پُر امن تحریک شروع ہوئی جس نے "عرب بہار" کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک میں میڈیا اور سول سوسائٹی نے حکومت کی بدعنوانی، بے روزگاری اور جبر کے خلاف آواز بلند کی۔

Freedom House رپورٹ لکھتی ہے:

Tunisia's transition was catalyzed by an active civil society and vibrant independent media, which held interim governments accountable and demanded reforms⁽²²⁾.

4 — الغزالی، إحياء علوم الدين، ج 2، ص 224.

1 — (سورة آل عمران: 104)

ترجمہ: تیونس میں تبدیلی ایک فعال سول سوسائٹی اور متحرک آزاد میڈیا کی بدولت ممکن ہوئی، جنہوں نے عبوری حکومتوں کو جواب دہ بنایا اور اصلاحات کا مطالبہ کیا۔

تجزیہ: تیونس کی مثال بتاتی ہے کہ میڈیا اور سول سوسائٹی اگر باہمی تعاون سے عوامی آواز بنیں تو نظام کی تبدیلی پر امن انداز میں ممکن ہو سکتی ہے۔

مصر کا تجربہ: (Egypt): مصر میں 2011 میں تحریر اسکوائر کی تحریک نے حسنی مبارک کی 30 سالہ حکومت کا خاتمہ کیا۔ میڈیا (خصوصاً سوشل میڈیا) نے تحریک کو وسعت دی، جبکہ سول سوسائٹی نے عوامی شعور کو منظم کیا۔
Al Jazeera کی رپورٹ:

The youth movements and online activism were instrumental in shaping the uprising, with civil society actors coordinating logistics, messaging, and public engagement⁽²³⁾.

ترجمہ: نوجوان تحریکیں اور آن لائن سرگرمیاں تحریک کو تشکیل دینے میں بنیادی کردار رکھتی تھیں، سول سوسائٹی نے رابطہ کاری، پیغام رسانی، اور عوامی شمولیت کو مربوط کیا۔

تجزیہ: اگرچہ انقلاب آیا، لیکن فوجی مداخلت اور سول اداروں کی کمزوری کے باعث جمہوریت دیرپا ثابت نہ ہو سکی — یہ مثال بتاتی ہے کہ صرف احتجاج کافی نہیں، ادارہ جاتی اصلاحات بھی لازم ہیں۔

ترکی کا تجربہ: (Turkey): ترکی میں 2002 سے لے کر اب تک ریسپبلیکن اردوان کی حکومت نے کئی اصلاحات نافذ کیں، جن میں سول سوسائٹی، میڈیا، اور مذہبی حلقوں کو اہم کردار دیا گیا۔ اگرچہ بعد میں میڈیا پر کچھ قدغنیں آئیں، تاہم ابتدائی دہائی میں سول سوسائٹی نے تعلیم، خواتین، اور بلدیاتی نظام کو مضبوط کیا۔

Dr. Ihsan Yilmaz لکھتے ہیں:

Turkish civil society emerged as a strong actor in the early 2000s, promoting democratic values, human rights, and legal reform⁽²⁴⁾.

ترجمہ: ترک سول سوسائٹی 2000 کی دہائی میں ایک مؤثر قوت کے طور پر ابھری، جس نے جمہوری اقدار، انسانی حقوق اور قانونی اصلاحات کو فروغ دیا۔

تجزیہ: ترکی کی مثال میں سول سوسائٹی حکومتی اداروں کی شراکت دار بنی، نہ کہ صرف نقاد — اور اسی توازن نے ترکی کو وقتی استحکام دیا۔

3 —Al Jazeera, Timeline of Egypt's Revolution, 2012.

1 —Ihsan Yilmaz, Muslim Democracies and the Turkish Experience, Routledge, p. 61.

مغربی جمہوریتوں میں توازن: مغربی ممالک، خاص طور پر سویڈن، ناروے، کینیڈا، اور جرمنی میں سول سوسائٹی اور میڈیا نہ صرف آزاد ہیں، بلکہ حکومت کے احتساب اور عوامی شمولیت کو یقینی بنانے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

Robert putnam: لکھتے ہیں:

Strong civil society correlates positively with good governance, low corruption, and political stability.⁽²⁵⁾

ترجمہ: مضبوط سول سوسائٹی اچھی حکومت، کم کرپشن، اور سیاسی استحکام سے مثبت طور پر منسلک ہے۔

تجزیہ: مغربی ماڈل میں اہم بات یہ ہے کہ حکومت اور سول ادارے آمنے سامنے نہیں بلکہ ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ پاکستان کے لیے بھی یہی حکمت عملی کارآمد ہو سکتی ہے۔

نتیجہ:

بین الاقوامی تجربات ہمیں یہ سکھاتے ہیں:

تیونس میں سول سوسائٹی نے پرامن تبدیلی کو ممکن بنایا۔

مصر نے بتایا کہ صرف تحریک کافی نہیں، ادارہ جاتی استحکام بھی ضروری ہے۔

ترکی میں سول اداروں کی شراکت نے اصلاحات کی راہ ہموار کی۔

مغربی ممالک میں توازن، شفافیت، اور تعاون کے اصول نمایاں ہیں۔

ان تمام تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ میڈیا اور سول سوسائٹی اگر آزاد، بااخلاق، اور منظم ہوں تو سیاسی استحکام ممکن ہے۔ بصورت دیگر محض احتجاج اور نعرے، تبدیلی نہیں لاسکتے۔

اسلامی تناظر

سیاسی استحکام، میڈیا اور سول سوسائٹی کا کردار: قرآن و سنت اور اسلامی مفکرین کی روشنی میں

قرآن و سنت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

اسلامی معاشرت کی بنیاد نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے پر ہے۔ یہ اصول نہ صرف انفرادی ذمہ داری ہے، بلکہ اجتماعی فلاح و استحکام کی ضمانت بھی ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾⁽²⁶⁾

2 —Robert D. Putnam, Bowling Alone: The Collapse and Revival of American Community, New York: Simon & Schuster, p. 345.

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی، جو نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔
 تجزیہ: میڈیا اور سول سوسائٹی آج کے دور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جدید ادارتی مظہر ہو سکتے ہیں —
 بشرطیکہ وہ سچائی، عدل اور خیر خواہی پر مبنی ہوں۔

حدیث مبارکہ: من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فیلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلك أضعف الإیمان. (27)

ترجمہ: تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اگر نہ کر سکے تو زبان سے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے)، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

تجزیہ: میڈیا زبان سے، اور سول سوسائٹی عمل سے برائیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے مکلف ادارے ہیں — ان کا خاموش رہنا ایمان کی کمزوری کی علامت سمجھا جاسکتا ہے۔

خلافت راشدہ میں شوریٰ، جو ابدہی اور عامی شرکت

خلافت راشدہ ایک ایسا مثالی نظام تھا جس میں حکمران خود کو عوام کے سامنے جواب دہ سمجھتے تھے، اور شوریٰ و مشورہ حکومتی فیصلوں کا جزو لاینفک تھا۔

ابو بکر صدیقؓ کا تاریخی خطبہ:

أیہا الناس، قد وُلِّیتُ علیکم، ولستُ بخیرکم، فإن أحسنتُ فأعینونی، وإن أسأتُ فقومونی. (28)
 ترجمہ: اے لوگو! مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے، حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں، اگر میں نیکی کروں تو میری مدد کرو، اور اگر غلطی کروں تو مجھے درست کرو۔

تجزیہ: یہی وہ تصور ہے جسے آج Social Accountability کہا جاتا ہے — میڈیا اور سول سوسائٹی اس شوریٰ نظام کے جدید ترجمان بن سکتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ کا تصور سیاسی بیداری: اقبالؒ کہتے ہیں:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر

ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

تجزیہ: اقبال کی نظر میں قوم کی تقدیر کا فیصلہ صرف ایوانوں میں نہیں بلکہ عام آدمی کے شعور، بصیرت اور شرکت سے ہوتا ہے۔

2 — (صحیح مسلم: 49)

3 — (تاریخ الطبری، ج 3، ص 210)

یہی کام سول سوسائٹی اور میڈیا ادا کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ فکری اور اخلاقی تربیت یافتہ ہوں۔
مزید فرماتے ہیں:

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

تجزیہ: اقبال سماجی بیداری میں خواتین، تعلیم، اور فنون کو بھی اہم سمجھتے تھے، سول سوسائٹی ان تمام پہلوؤں کو جوڑنے کا پلیٹ فارم بن سکتی ہے۔

امام غزالیؒ کی رائے: امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

السلطان ظل الله في الأرض، فإن انحرف وجب على الأمة نصحه، ومحاسبتة، فإن سكتوا، نزل بهم البلاء. (29)

ترجمہ: حکمران زمین پر اللہ کا سایہ ہے، اگر وہ انحراف کرے تو امت پر لازم ہے کہ وہ اس کو نصیحت کرے اور اس کا احتساب کرے، اور اگر امت خاموش رہے تو اس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔

تجزیہ: یہی ذمہ داری آج سول سوسائٹی اور میڈیا کے کندھوں پر ہے — یہ خاموشی کے بجائے اصلاح و نصیحت کا راستہ اپنائیں۔

یوسف القرضاویؒ کا متوازن اسلامی ماڈل: شیخ القرضاویؒ لکھتے ہیں:

الدولة الإسلامية تحتاج إلى إعلام نظيف ومجتمع مدني نشط؛ فهما جناحان للإصلاح السياسي والاقتصادي. (30)

ترجمہ: اسلامی ریاست کو ایک صاف گو میڈیا اور ایک متحرک سول سوسائٹی کی ضرورت ہوتی ہے؛ یہ دونوں سیاسی و اقتصادی اصلاح کے دو بازو ہیں۔

تجزیہ: القرضاویؒ میڈیا اور سول سوسائٹی کو محض مغربی تصور نہیں بلکہ اسلامی فریضہ سمجھتے ہیں — جو قیادت کے محاسبے، عوامی شرکت، اور شفافیت کو فروغ دے سکتے ہیں۔

نتیجہ: اسلامی تعلیمات، خلافتِ راشدہ، اور عظیم مفکرین جیسے اقبال، غزالی، اور قرضاویؒ کی فکر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ:

میڈیا حق گوئی، سچائی، احتساب اور بیداری کا ذریعہ ہے

سول سوسائٹی خیر خواہی، اصلاح اور شرکتِ عامہ کا ادارہ ہے

1 — امام غزالی، نصيحة الملوك، ص 119۔

2 — يوسف القرضاوی، فقه الدولة في الإسلام، ص 167۔

اور اسلامی اصول ان دونوں اداروں کو قدر و منزلت دیتے ہیں، بشرطیکہ ان کی بنیاد اخلاص، عدل، علم اور تقویٰ پر ہو۔

پاکستان میں موجودہ صورت حال کا تجزیہ

میڈیا اور سول سوسائٹی کی موجودہ حیثیت، مواقع، رکاوٹیں اور ذمہ داریاں

میڈیا کی آزادی: حقیقت یا سراب؟

پاکستان میں میڈیا کو آئینی طور پر آزاد قرار دیا گیا ہے، لیکن عملی سطح پر یہ آزادی مختلف دباؤ، مفادات اور مداخلتوں کی زد میں ہے۔

نیشنل پریس کلب اسلام آباد کی رپورٹ کے مطابق:

Media in Pakistan operates in a paradox—constitutionally free, but practically under immense pressure from state institutions, advertisers, and internal censorship⁽³¹⁾.

ترجمہ: پاکستان میں میڈیا ایک تضاد کا شکار ہے—آئینی طور پر آزاد، مگر ریاستی اداروں، مشاہدین، اور اندرونی سنسرشپ کے دباؤ میں جکڑا ہوا۔

تجزیہ: صحافیوں پر حملے، ادارتی دباؤ، چینلوں کی بندش، اور صحافت میں کمرشل مفادات—یہ سب عوامل میڈیا کو اس کے اصل کردار سے دور کر رہے ہیں۔

قرآن مجید: ﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾⁽³²⁾

ترجمہ: حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، اور حق کو مت چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

تجزیہ: میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچ بولے، نہ کہ طاقتور کے مفادات کا ترجمان بنے۔

سول سوسائٹی کی محدودات اور امکانات: پاکستان میں سول سوسائٹی فعال تو ہے، لیکن اسے کئی چیلنجز درپیش ہیں:

NGOs پر بیوروکریٹک بندش، مذہبی حلقوں کی بد اعتمادی، عوامی سطح پر سیاسی شعور کی کمی، فنڈنگ کی غیر شفافیت

ڈاکٹر فہد خان لکھتے ہیں:

پاکستان میں سول سوسائٹی کا دائرہ اثر محدود ہے کیونکہ یا تو اسے 'غیر ملکی ایجنڈا' سمجھا جاتا ہے یا سیاسی دباؤ سے دبا دیا جاتا ہے۔⁽³³⁾

تجزیہ: سول سوسائٹی کو عوامی اعتماد حاصل کرنے کے لیے خالص نیت، شفافیت اور مقامی مسائل پر توجہ دینا ہوگی—نہ کہ صرف بیرونی منصوبوں کے نفاذ پر۔

1 —NPC Annual Report, p. 14.

2 — (سورة البقره: 42)

3 — فہد خان، مدارس اور سماجی اصلاح، Journal of Islamic Studies، ص 34۔

سوشل میڈیا: نیا چیلنج، نیا موقع: پاکستان میں فیس بک، یوٹیوب، ٹوئٹر، اور دیگر پلیٹ فارمز نے نئی قسم کی میڈیا اور سول سوسائٹی پیدا کی ہے۔ جس کا اثر وسیع اور تیز ہے، مگر اس کے ساتھ فیک نیوز، کردار کشی، اور نفرت انگیزی کے رجحانات بھی بڑھے ہیں۔

یوسف القرضاویؒ فرماتے ہیں: الإعلام الحديث سلاح ذو حدین؛ قد یبني أو یهدم، فلا بد من ضبطه بالشرع والعقل. (34)

ترجمہ: جدید میڈیا ایک دودھاری تلوار ہے؛ یہ تعمیر بھی کر سکتا ہے اور تباہی بھی لاسکتا ہے۔ اس لیے اسے شریعت اور عقل کی بنیاد پر قابو میں رکھنا ضروری ہے۔

تجزیہ: پاکستان میں ڈیجیٹل پلیٹ فارمز اگر مثبت فکر، سماجی مکالمے، اور معلوماتی مواد کے لیے استعمال ہوں تو یہ جمہوریت کے مضبوط ستون بن سکتے ہیں۔

ریاستی ادارے، میڈیا اور سول سوسائٹی: اعتماد کا فقدان

پاکستان میں تینوں فریق (ریاست، میڈیا، سول سوسائٹی) اکثر باہم عدم اعتماد، مفاداتی تصادم، اور نظریاتی منافرت کا شکار نظر آتے ہیں۔

ابن خلدونؒ کے مطابق:

فإذا تفرقت الأمة إلى طبقاتٍ متنافرة، ضاع الاستقرار، وساد الفساد. (35)

ترجمہ: جب قوم مختلف متضاد طبقوں میں بٹ جائے تو استحکام جاتا رہتا ہے، اور فساد غالب آجاتا ہے۔

تجزیہ: ریاست، میڈیا، اور سول سوسائٹی کے درمیان مفاہمت، تعاون اور شفاف مکالمہ سیاسی استحکام کے لیے ناگزیر ہے۔ نتیجہ:

پاکستان میں موجودہ سیاسی و سماجی حالات ہمیں متنبہ کرتے ہیں کہ:

میڈیا اگر آزاد مگر بااخلاق ہو تو احتساب اور شفافیت ممکن ہے۔

سول سوسائٹی اگر مقامی مسائل پر توجہ دے تو عوامی بیداری اور جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔

ریاست کو ان دونوں کو اپنا حریف نہیں بلکہ شراکت دار سمجھنا ہو گا۔

حل اور سفارشات

4 — قرضاوی، فقہ الدعوة، ص 132۔

¹ — ابن خلدون، المقدمة، ص 224۔

سیاسی عدم استحکام کے خاتمہ میں میڈیا اور سول سوسائٹی کے مؤثر کردار کی راہیں

میڈیا کے لیے حل اور سفارشات:

ضابطہ اخلاق کا نفاذ:

میڈیا باؤنڈریز کے لیے ایک متفقہ ضابطہ اخلاق ضروری ہے جو درج ذیل اصولوں پر مبنی ہو:

سچائی، دیانت، اور تحقیق کی بنیاد پر رپورٹنگ

فیک نیوز اور سنسنی خیزی سے اجتناب

مذہب، فرقہ، قومیت اور ذاتیات پر حملے سے گریز

شیخ عبدالقادر عیسیٰ لکھتے ہیں:

الإعلام إن لم ينضبط بالأخلاق، صار أداةً فتنيةً لا إصلاح. (36)

ترجمہ: اگر میڈیا اخلاقی حدود کا پابند نہ ہو تو وہ اصلاح کا نہیں، فتنہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

تحقیقاتی صحافت کو فروغ:

انویسٹی گیشن، رپورٹنگ اور ریاستی و غیر ریاستی سطح پر فروغ دیا جائے تاکہ:

کرپشن، بے ضابطگی، اور طاقت کے غلط استعمال کا انکشاف ہو

پالیسی سازی اور اصلاحی عمل میں مدد ملے

صحافیوں کی تربیت:

میڈیا پرسنز کے لیے باقاعدہ کورسز اور اخلاقی ورکشاپس، جن میں اسلامی اخلاقیات، تحقیقاتی مہارت، اور فیک نیوز کی شناخت

شامل ہو۔

سول سوسائٹی کے لیے حل اور سفارشات:

مقامی سطح پر فعال تنظیمیں

محض NGO سطح کے منصوبوں سے ہٹ کر مساجد، مدارس، تعلیمی اداروں، اور مقامی کمیونٹی گروپس کو شامل کیا جائے۔

شیخ یوسف القرضاوی فرماتے ہیں:

لا يمكن أن تُبنى المجتمعات إلا من داخلها، من قِيَمها، وعلمائها، ومؤسساتها الأصيلة. (37)

ترجمہ: معاشرے کو صرف اندرونی اقدار، علماء، اور مقامی اداروں کے ذریعے ہی مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

2 — عبدالقادر عیسیٰ، المدارس والدور الاجتماعي، ص 144۔

1 — القرضاوی، فقه الدعوة، ص 191۔

شفافیت اور احتساب:

سول سوسائٹی تنظیموں کے لیے لازم ہو کہ وہ:

اپنے مالی معاملات اور پروگراموں کی رپورٹ عوام کے سامنے پیش کریں
عوامی مسائل کو سیاسی ایجنڈا نہ بنائیں، بلکہ اصولی اصلاح کو ترجیح دیں

مذہبی طبقے کو شامل کرنا:

علماء، مشائخ، دینی مدارس اور واعظین کو سوشل چینج ایجنٹ کے طور پر شامل کیا جائے، جیسا کہ خلافت راشدہ میں اہل علم ریاستی معاملات کے مشیر تھے۔

ریاستی سطح پر اقدامات

قانونی، ریاستی تحفظ: صحافیوں، سماجی کارکنوں، اور سول سوسائٹی کے ارکان کو قانونی تحفظ دیا جائے تاکہ وہ آزادانہ رائے دے سکیں۔

میڈیا اور سول سوسائٹی سے مشاورت:

قانون سازی، پالیسی سازی، اور بجٹ سازی جیسے اہم امور میں میڈیا، سماجی ادارے، اور تھنک ٹینکس کو شامل کیا جائے۔

فکری تربیت اور قومی مکالمہ:

جامعات، مدارس، اور سول سوسائٹی کے اشتراک سے قومی مکالمہ کا آغاز کیا جائے جو:
مسکلی ہم آہنگی، شہری شعور، اخلاقی سیاست اور مذہبی برداشت کو فروغ دے

مجموعی نتیجہ:

اگر ریاست، میڈیا، اور سول سوسائٹی ذیل اصولوں پر متحد ہو جائیں:

سچائی اور عدل کی پاسداری، باہمی احترام اور شراکت داری، علمی اور فکری تربیت، قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر فوقیت تو نہ صرف سیاسی عدم استحکام کا خاتمہ ممکن ہو گا بلکہ پائیدار جمہوریت، معاشرتی ہم آہنگی، اور نظریاتی تحفظ بھی حاصل ہو گا۔

امام ابن تیمیہ کا فرمان:

إِنَّ اللَّهَ يُقِيمُ الدَّوْلَةَ الْعَادِلَةَ وَإِنْ كَانَتْ كَافِرَةً، وَلَا يُقِيمُ الدَّوْلَةَ الظَّالِمَةَ وَإِنْ كَانَتْ مُسْلِمَةً. (38)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ظالم مسلم ریاست کو قائم نہیں رکھتا، مگر عادل غیر مسلم ریاست کو قائم رکھتا ہے۔

تجزیہ: یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ استحکام، عدل، اور شفافیت ہی کسی ریاست کی بقا کے اصل عوامل ہیں، نہ کہ محض نعروں اور شناختوں کا شور۔

نتیجہ: (Conclusion)

عصر حاضر میں پاکستان سمیت مسلم دنیا کو جس سیاسی عدم استحکام، بد اعتمادی، اور ادارہ جاتی بحران کا سامنا ہے، اس کا حل صرف طاقت یا قانون سازی میں نہیں بلکہ اخلاقی بیداری، فکری تربیت، اور ادارہ جاتی ہم آہنگی میں ہے۔

میڈیا اور سول سوسائٹی اگر سنجیدگی، غیر جانب داری، اور اصلاحی نیت کے ساتھ اپنا کردار ادا کریں تو:

عوام باخبر ہوں گے، قیادت جو اب دہ ہوگی، ادارے شفاف ہوں گے اور معاشرہ پائیدار سیاسی استحکام کی طرف بڑھے گا

اسلامی اصولوں، خلافت راشدہ کے نمونے، بین الاقوامی تجربات، اور فکری رہنماؤں کی آراء سے یہ واضح ہوتا ہے کہ:

میڈیا کو محض سنسنی خیزی سے نکال کر احتساب اور بیداری کا مرکز بنانا ہوگا

سول سوسائٹی کو مفاداتی شناخت سے نکل کر عوامی شراکت اور اخلاقی تربیت کی جانب آنا ہوگا

اور ریاست کو انہیں شراکت دار سمجھ کر پالیسی سازی میں شامل کرنا ہوگا

یہی تین ستون — ریاست، میڈیا، سول سوسائٹی — اگر باہم متوازن ہوں، تو ایک باصلاحیت، باشعور، اور باہمت قوم جنم لیتی ہے جو استحکام کی ضامن ہوتی ہے۔

مصادر و مراجع:

1. ابن تیمیہ، السياسة الشرعية، بیروت: دار المعارف، 1998ء۔
2. عبدالقادر عیسیٰ، المدارس والدور الاجتماعي، قاہرہ: دار النهضة العربية، 2010ء۔
3. القرضاوی، یوصف، فقه الدعوة، قاہرہ: دار الشروق، 2001ء۔
4. ابن خلدون، المقدمة، بیروت: دار الفكر، 2004ء۔
5. (سورة البقرہ: 42)
6. فہد خان، مدارس اور سماجی اصلاح، Journal of Islamic Studies، لاہور، 2020ء۔
7. القرضاوی، ئوصف، فقه الدعوة، قاہرہ: دار الشروق، 2001ء۔
8. القرضاوی، یوسف، فقه الدولة في الإسلام، دار الشروق، قاہرہ، 2001ء۔
9. NPC Annual Report, 2022ء.
10. الطبری، ابن جریر، تاریخ الملوك والامم، الطبری۔
11. امام الغزالی، نصيحة الملوك، بیروت: دار الكتب العلمية، ط 1، 2006ء۔
12. (سورة آل عمران: 110)

13. القشیری، مسلم ابن حجاج، صحیح مسلم: 49۔
14. Ihsan Yilmaz, Muslim Democracies and the Turkish Experience, Routledge, 2013.
15. Robert D. Putnam, Bowling Alone: The Collapse and Revival of American Community, New York: Simon & Schuster, 2000-
16. Freedom in the World Report: Tunisia, Freedom House, 2015ء.
17. Al Jazeera, Timeline of Egypt's Revolution, 2012.
18. امام الغزالی، إحياء علوم الدين، بيروت: دار المعرفة، 2005ء۔
19. (سورة آل عمران: 104)
20. United Nations, Report on Civil Society and Human Rights, 2017.
21. القرضاوى، يوسف، فقه الدولة في الإسلام، قاهره: دار الشروق، 2001ء، ط2۔
22. مولانا مودودي، سيد ابوالاعلیٰ، تربیت اسلامیہ، لاہور: دارالاسلام، 2019ء۔
23. ابن حزم، الأخلاق والسير، بيروت: دار الجيل، 1992ء۔
24. عبدالقادر عيسى، المدارس والدور الاجتماعي، قاهره: دار النهضة العربية، 2010ء۔
25. القرضاوى، يوسف، فقه الدعوة، قاهره: دار الشروق، 2001ء، ط3۔
26. UNDP, Fighting Corruption with Information, 2008ء.
27. (سورة البقرة: 283)
28. (سورة آل عمران، آیت: 103)
29. تھانوی، اشرف علی، اصلاحی خطبات، کراچی: دارالاشاعت، جلد 2، ایڈیشن 2010ء۔
30. القرضاوى، يوسف، الصحوة الإسلامية بين الجحود والتطرف، قاهره: دار الشروق، 2002ء، ط2۔
31. ابن خلدون، المقدمة، بيروت: دار القلم، 2001ء۔
32. محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 2020ء۔
33. طه جابر العلوانی، مدخل إلى التربية الإسلامية، بيروت: المعهد العالمي للفكر الإسلامي، ط1، 1991ء۔
34. مولانا مودودي، سيد ابوالاعلیٰ، اسلام کا نظام زندگی، لاہور: مکتبہ ترجمان القرآن، ایڈیشن 2020ء۔
35. محمد اقبال، کلیات اقبال (اردو)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ایڈیشن 2020ء۔
36. Larry Diamond, Developing Democracy: Toward Consolidation, New Haven: Yale University Press, 1999ء.
37. رضوی، حسن عسکری، پاکستان کی سیاسی حرکیات، لاہور: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن، 2011ء۔
38. (سورة النساء، آیت: 58)